دیوانِ غنی کشمیری

ڈاکٹر نورالحسن انصاری، استاد شعبۂ فارسی - دہلی یونیورسٹی

محسن فانی کے بعد غنی کشمیری کو بجا طور پر کشمیر کا دوسرا شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ غنی کا دیوان جزئی تفصیلات کے ساتھ ایڈٹ کر کے شائع کیا جائے۔ چنانچہ اب جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی نے کشمیر کے فارسی شعرا اور ادیبوں کی اہم تصانیف چھاپنے کا بیڑا اٹھایا ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے اکیڈمی کے زیرِ اہتمام اب تک دیوانِ غنی کے علاوہ مثنویاتِ محسن فانی مرتبہ ڈاکٹر سید امیر حسن عابدی استاد دہلی یونیورسٹی شائع ہو چکی ہے۔

دیوانِ غنی اس سے قبل مختلف مطابع سے بار بار چھپ چکا ہے۔ مطبع نول کشور سے جنوری ۱۹۳۱ء میں اس کا نواں ایڈیشن شائع ہوا تھا۔ اس لئے امید یہ تھی کہ جب از سرِ نو دیوانِ غنی چھاپا جائیگا تو وہ ہر لحاظ سے مکمل ہوگا۔ مگر موجودہ دیوان کو دیکھ کر مایوسی ہوئی۔ اس دیوان کی ترتیب میں دو اہلِ قلم کا ہاتھ ہے۔ جناب محمد امین داراب کشمیری نے متن کو نئی ترتیب دی ہے۔ اور محترم علی جواد زیدی صاحب نے اس دیوان پر ایک مفصّل مقدمہ لکھا ہے اور وہ متن کی تصحیح کرنے کے بھی مدعی ہیں، انھوں نے جہاں کہیں ضرورت محسوس کی ہے، فارسی میں حواشی بھی لکھے ہیں۔

بے شک فاضل مقدمہ نگار نے غنی کی شاعری کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے مگر جہاں تک غنی کے سوانح کا تعلق ہے وہ حصہ نہ صرف تشنہ ہے[1] بلکہ متضاد بیانات سے پُر ہے۔ سب سے

---

[1] محترم زیدی صاحب غنی کی مفصل سوانح دوسری کتاب "ذکر و فکرِ غنی" میں لکھ رہے ہیں۔

تکلیف دہ بات یہ ہے کہ مقدمہ میں جن ماخذ کے حوالے دیئے گئے ہیں ان میں سے شاید ہی دو ایک کتابوں کے ایڈیشن اور صفحہ کا حوالہ دیا گیا ہے ورنہ فقط کتاب کا نام ذکر کر دیا گیا ہے مثلاً اس انداز کے حوالے ہیں:

ص ۲۰ مجمع النفائس (مصنّف یا مخطوطہ کا کوئی ذکر نہیں)

ص ۲۶ تاریخ حبیب السیر ج اول، مخطوطۂ ایران (غالباً مقدمہ نگار کا مطلب مطبوعۂ ایران سے ہے)

ص ۳۱ تاریخ مرآۃ العالم قلمی (مرآۃ العالم ایک ضخیم کتاب ہے اور اس کے مختلف مخطوطات میں بہت اختلافات ہیں، اس لئے مخطوطہ کا حوالہ بے حد ضروری ہے)

" عملِ صالح موسوم بہ شاہجہان نامہ مصنّف محمد صالح کنبو (عملِ صالح کی تین جلدیں ہیں، حوالہ کس جلد سے ہے ؟)

ص ۳۲ شعر العجم جلد سوم۔ (صفحہ ندارد)

ص ۴۰ حاشیۂ تاریخ اعظمی (معلوم نہیں یہ کس حاشیہ کی طرف اشارہ ہے)

" رسالہ درفنِ شال بافی از حاجی مختار شاہ رشائی (معلوم نہیں یہ رسالہ مخطوطہ ہے یا مطبوعہ اور کس کھوہ میں پایا جاتا ہے)

" تاریخ حسن (تاریخ حسن کے چار حصّے ہیں اور محکمۂ تحقیق و اشاعت سرینگر سے چھپ چکی ہے)

ص ۴۱ سروِ آزاد و تذکرۃ الشعراء از میر علاء الدولہ (اول مطبوعہ و دوم مخطوطہ ہے)

ص ۴۴ کلمات الشعرا از سرخوش (مطبوعہ کے دو ایڈیشن ہیں، صادق علی دلاوری، لاہور ۱۹۴۲ء اور محوی صدیقی، مدراس)

ص ۴۶ مجمع النفائس و مجمع الفصحا (اول الذکر مخطوطہ ہے اور دوسری کی دو جلدیں ہیں اور طبع ہو چکی ہیں۔

مذکورۂ بالا مثالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ مقدمہ نگار نے جو حوالے دیئے ہیں وہ بالکل ناکافی اور غیر مکمل ہیں۔

ص ۱۶ پر دیوان غنی نول کشور کے نویں ایڈیشن سے دو اقتباسات دیئے گئے ہیں۔ فٹ نوٹ بھی ہے، مگر حوالہ غائب ہے۔

ص ۲۷ پر سفینۂ خوشگو کے تین حوالے ہیں مگر تیسرا حوالہ نہیں ہے۔

متضاد بیانات | فاضل مقدمہ نگار کے قلم سے بعض متضاد بیانات بھی نکلے ہیں جس کا غالباً انھوں نے اندازہ نہیں کیا: مثلاً

ص ۴ "اتنا تو قطعی طور پر معلوم ہے کہ جب ۱۰۴۱ھ میں صائب کشمیر آئے" مگر ص ۷ پر صائب کی آمد کا سنہ ۱۰۴۲ھ لکھا ہے اور یہی صحیح ہے، یہی غلطی ص ۴۴ پر دہرائی گئی ہے۔

ص ۴۱ "ان (غنی) کی کوئی گھریلو زندگی نہیں تھی کیونکہ انھوں نے ساری عمر تجرد کے عالم میں گزاری" مگر ص ۴۳ پر لکھتے ہیں:-

"غنی اپنے متوسلین اور اعزا کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ ان میں سے اکثر کی موت ان کے سامنے ہوئی اور اس بات نے ان کو زندہ درگور کردیا"

بیان کا پہلا حصہ سابق کے بیان سے متضاد ہے اور دوسرے کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا۔ فاضل مقدمہ نگار کے اس مزعومہ کی حقیقت بس اتنی ہے کہ دیوان غنی میں کسی 'خورشید' کی وفات پر چند رباعیاں ہیں، یہ خورشید غنی کا کوئی عزیز تھا یا نہیں، فیصلہ کرنا مشکل ہے، ایک رباعی کا پہلا مصرع

"آسان نبود فراق اسباب کمال"[۱]

یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ کوئی صاحبِ کمال تھا ('اسباب' کے بجائے 'ارباب' زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے)

غنی نے شاعری کب شروع کی؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔ سرخوش[۲] کا بیان کہ اس نے تاریخِ تخلص یعنی ۱۰۶۰ھ سے شعرگوئی شروع کی صحیح نہیں، اس سلسلہ میں داخلی شہادتیں صرف دو ایک ہیں اور خارجی شہادتیں جن تذکروں سے ملتی ہیں ان کا زمانۂ تالیف غنی کی وفات سے بہت بعد کا ہے۔ اس لئے مقدمہ نگار کا یہ بیان غیر محتاط معلوم ہوتا ہے کہ:

ص ۷ "..... اس بات کے بے شمار شواہد موجود ہیں کہ صائب کی آمد سے پہلے ہی غنی نے شاعری

---

[۱] دیوان غنی مرتبہ داراب وزیدی، ص ۲۳۴

[۲] کلمات الشعرا سرخوش - مرتبہ صادق علی دلاوری، لاہور ۱۹۴۲ء، ص ۸۴

شروع کر دی تھی۔ تذکرہ نگاروں نے اس کا بھی ذکر کیا ہے کہ غنیؔ نے صائبؔ کو اپنا کلام دکھایا الخ"

مگر فاضل مقدمہ نگار نے کسی تذکرہ کا حوالہ نہیں دیا۔

غنی کا دیوان بقول سرخوشؔ محمد علی ماہرؔ نے مرتب کیا تھا۔[1] ریوؔ[2] نے دیوانِ غنی کا ذکر کرتے ہوئے ماہرؔ ہی کے دیباچے کا ذکر کیا ہے۔ ایوانوفؔ کے نسخہ میں بقول مقدمہ نگار مسلم کا دیباچہ ہے مگر غلطی سے ماہر کی طرف منسوب ہے۔ اس لئے فاضل مقدمہ نگار یہ نتیجہ نکالتے ہیں:-

ص ۱۳ "جن مرتبین فہرست نے ماہر کے دیباچے کا ذکر کیا ہے بظاہر انھوں نے سرخوشؔ کے بیان سے دھوکا کھا کر مسلم کے لکھے ہوئے دیباچے کو تحقیق کے بغیر ماہر سے منسوب کر دیا"

مگر پھر کہتے ہیں:-

"ماہر کے دیوان کے نسخے اگر نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہیں"

لیکن مقدمہ نگار نے کسی ایسے کمیاب نسخے کا پتہ نہیں چلایا۔

مسلم کے مرتبہ دیوانِ غنی کے آخر میں کچھ اشعار (قصائد وغیرہ) مسلم کی موت کے بعد اضافہ کئے گئے مقدمہ نگار کا خیال ہے کہ:

ص ۱۴ "(یہ اضافہ شدہ اشعار) مسلم نے جمع کرنے کے باوجود دیوان میں اس لئے شامل نہیں کئے کہ وہ، ہجو وغیرہ کو غنی کے شایانِ شان نہیں سمجھتا تھا"

لیکن اس کے باوجود مسلم کے مرتبہ دیوان میں دو ہجویہ رباعیاں ملتی ہیں۔ ایک تو عہدِ شاہجہانی کے مشہور شاعر ملا طغراؔ کے خلاف:

طغرا کہ بود روح کثیفش بہ جسد | باصاف ضمیران شدہ دشمن ز حسد
گوید کہ برند شعرش ارباب سخن | نامش نبرند تا بشعرش چہ رسد[3]

---

[1] کلمات الشعرا سرخوشؔ۔ مرتبہ صادق علی دلاوری، لاہور، ۱۹۴۲ء، ص ۸۴

[2] فہرست فارسی مخطوطات برٹش میوزیم از چارلس ریو، جلد دوم، لندن۔ ص ۶۹۲

[3] دیوان غنی: داراب وزیدی، ص ۲۳۴۔

اور دوسری رباعی ہجو ملیح کے انداز میں کسی شاعر قلندر کے خلاف ہے:۔

از اہلِ سخن کس بقلندر نرسد	در شعر با دعنی و سنجر نرسد

ہر مصرع او بسکہ بلند افتاد است	ترسم کہ با و مصرع دیگر نرسد [1]

اس کے علاوہ مسلّم کے دیوان میں کم از کم دو ہزلیہ شعر [2] ہیں جو یہاں نقل نہیں کیے جا سکتے۔

غنی کے بارے میں فاضل مقدمہ نگار کے بعض بیانات حوالے کے سخت محتاج ہیں جس کے بغیر ان کی صحت محلِ نظر ہے۔ مثلاً

ص ۴۱ "(غنی کی) ادب کے علاوہ فلسفہ پر بھی گہری نظر تھی اور طبابت کو بطور فن حاصل کیا تھا":

ص ۳۹ "(غنی) سماع کا ذوق و شوق رکھتے تھے"

متن | دیوان غنی کا متن جناب محمد امین داراب کشمیری نے مرتب کیا ہے۔ اور قدیم دیوان کے برخلاف انھوں نے غزلیات اور فردیات کی نئی ترتیب کی ہے، زیدی صاحب نے جہاں کہیں مناسب سمجھا ہے حواشی لکھے ہیں یا تصحیح کی ہے۔ دیوان کا متن ہندوستان کی فارسی مطبوعات کے انداز پر یای مجہول اور نون غنہ کے التزام کے ساتھ چھاپا گیا ہے، ہمزہ کی جا و بیجا بھرمار ہے اور املا کے کسی اصول کی پابندی نہیں کی گئی ہے۔ مثلاً لفظ دائم کو کہیں دامٔ، کہیں دایم [3] اور کہیں دائیم [4] — لکھا گیا۔ تیسری شکل میں لفظ زائل [5] بھی ہے۔

ص ۱۰۵ پر ملایک ہے۔ آئینہ (بروزن آدینہ) اور اس کی مخفف شکل آئنہ میں کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔ اور موخر الذکر عموماً پہلی شکل میں لکھا گیا ہے۔ مثلاً:

ص ۴۷ ع	می توان از دم من آیئنہ را داد جلا

ص ۷۶ ع	باب آیئنہ گوئی سرشتہ شد گل ما

اضافت میں زائد ہمزہ کا استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً

---

[1] دیوان غنی۔ داراب و زیدی ص ۲۳۳۔ [2] ایضاً ص ۲۰۳ ابتدا: بسکہ می پیچد الخ ص ۲۱۵، ابتدا: داغ نتوان الخ [3] ایضاً ص ۷۰۔ [4] ایضاً ص ۸٦
[5] ایضاً ص ۷۷

ص ۴۷ سرکش از جای نجنبد پی تعظیم کسی

ص ۱۳۱ می رسیده چو بیند لب تو، بر گردد

اس طرح متن کے املا میں وحدت مفقود ہے۔

موی میان تو شده کر اسپن کرده جدا کاسهٔ سر باز تن

اس شعر کی تلمیح کے بارے میں روایات کا طومار ملتا ہے[1] مگر فاضل مرتب نے یہ شعر دیوان میں شامل نہیں کیا۔ اسی طرح آتش کدۂ آذر میں غنی کا یہ شعر حاصلِ دیوان مانا گیا ہے:-

قاصد چہ احتیاج کہ طومار روزگار ؛ چون بازشد، رسد بدر ازی کوی او

دیوان میں یہ شعر دوسری طرح درج ہے اور مختلف روایات کا کوئی حوالہ نہیں ہے:-

قاصد چہ احتیاج کہ طومار اشتیاق چون جاده خود رسد زدرازی بکوی دوست[2]

اس کے برخلاف دیوان میں چند اشعار ایسے 'معمولی سہاروں' کی بنا پر شامل کرلئے گئے ہیں کہ ہمیں فاضل مرتبین کے طریق تدوین پر تعجب ہوتا ہے۔ مثلاً

ص ۱۲۳ طاقت برخاستن چون گرد نمناکم نماند خلق پندارد کہ می خورده است دست افتاده است

بقول حاشیہ نگار یہ شعر مولنا ابوالکلام آزاد نے غبارِ خاطر (مکتوب ۲۹ اگست ۱۹۴۲ء) میں کلمات الشعرا کے حوالے سے غنی کی طرف منسوب کیا ہے لیکن کلمات یا دیوانِ غنی میں یہ شعر نہیں پایا۔ پھر بھی یہ شعر دیوان میں شامل کرلیا گیا۔

ص ۱۱۹ بوریا فرش من و فرش تو نگر قالین شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر است

مصحح فرماتے ہیں کہ یہ شعر کسی قلمی نسخے میں نہیں ہے مگر داراب صاحب نے 'روایت عام' کی بنا پر درج کیا ہے۔

سب سے زیادہ مضحکہ خیز مندرجہ ذیل غیر موزوں شعر ہے جو داراب صاحب نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے اور بقول محترم حاشیہ نگار خیال غالب ہے کہ غنی نے یہ 'شعر' بطور ضرب المثل کہا ہوگا۔ شعر ملاحظہ فرمائیے

---

[1] دیوان مرتبہ داراب و زیدی ص ۷ [2] ایضاً ص ۱۱۰۔

ص ۱۲۴ کم اصل بزرگ شود برنجاند دوست　　انار دانہ پختہ شود، بترکاند پوست

ان موہوم اشعار کے علاوہ داراب صاحب نے ایک ہی شعر بجنسہٖ یا روایت کے اختلاف کے ساتھ یا مصرع کی تقدیم وتاخیر کرکے دوسری جگہ یا کئی جگہ دہرایا ہے۔ مثلاً

ص ۱۰۷ اہلِ دل از ترک خواب سیر فلک می کنند　　عیسی وقت خود است ہر کہ شبی زندہ داشت

ص ۱۱۱ پر یہی شعر فردیات کے ضمن میں دوبارہ درج ہے۔

ص ۴۷ نفس من شدہ از سوختگی خاکستر　　می توان از دم من آئنہ راداد جلا

ص ۸۷ پر یہ شعر یوں درج ہے:-

نفس ما شدہ از سوختگی خاکستر　　سزد آئینہ اگر صاف شود از دم ما

اور ص ۹۴ پر اس طرح:-

نفس من شدہ از سوختگی خاکستر　　گر شود آئنہ روشن زدم من چہ عجب

ص ۸۸ با سیہ بختان بتان را التفاتی دیگراست　　می کند خورشید دم آئینہ داری سایہ را

ص ۹۵ پر یہی شعر مصرع کی تقدیم وتاخیر کے ساتھ ردیف ت میں درج ہے۔

ص ۱۰۳ معطراست دماغم ز خوردن صہبا　　مگر پیالہ ام امشب سفال ریحان است

اس شعر پر یہ نوٹ ہے:- بعض نسخوں میں یہ شعر فردیات میں مندرج ہے لیکن نسخہ ب م میں جہاں اور تین شعر اسی طرح کے ہیں، یہ شعر نہیں۔ مگر آگے یہ شعر ردیف د میں نقل کیا گیا ہے اور ردیف 'است' کے بجائے 'بود' ہے۔

ص ۱۷۷ درراہ فنا حاجت ہمراہ دگر نیست　　چون شمع پس قافلۂ اشک روان باش

یہی شعر ردیف 'میم' میں ہے اور دوسرا مصرعہ یوں ہے:-

ص ۱۹۱ چون شمع پی قافلۂ اشک روانم

ص ۱۹۰ چون میشویم دائم بی بہرہ از تماشا　　فصلِ بہار بگذشت، وقتی کہ مارسیدیم

بعض مقامات پر حاشیہ نگار نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ شعر کچھ تبدیلی کے ساتھ

آگے یا پیچھے درج ہو چکا ہے۔ مثلاً:

ص ۲۰۸ گلِ بیخار گلزار خموشی چیدنی دارد زبان گفتگو را ہمچو نا فرمان پس سر کن

ص ۲۱۲ پھر یہ شعر پایا جاتا ہے۔ دوسرا مصرعہ اس طرح ہے:-

زبان را ہمچو نا فرمان پس سر می توان کردن

میرے خیال میں شعر کی پہلی روایت زیادہ صحیح ہے کیوں کہ اسی شکل میں وہ غنی کی نثر[1] میں پایا جاتا ہے۔

ص ۱۶۱:- بباد دامنی چون شمع نتوانیم جان دادن چراغ ہستی ما از دم شمشیر می میرد

ص ۲۰۹ پر یہ شعر مصرعہ کی تقدیم و تاخیر کے ساتھ ردیف نون میں درج ہے، البتہ مؤخر الذکر میں 'بباد دامنی' ہے۔

ان دونوں مثالوں میں فاضل حاشیہ نگار نے شعر کی تکرار کا ذکر کیا ہے۔ مگر مکرر شعر کو حذف نہیں کیا گیا۔

بعض جگہ شعر کی روایت اور موجودہ کتابت نے عجیب مخمصہ پیدا کر دیا ہے مثلاً:

ص ۱۳۵ بسکہ در ہر گوشہ تخم خاکساری کاشتم گردباد از مزرع ما خوشہ چینی می کند

اس پر نوٹ ملاحظہ فرمائیے:-

درم ک 'من' باشد و در مصرعۂ اولی 'کاشتم' بجای 'کاشتیم' ولی 'ما' مطابق چ اختیار کردہ شد۔ غالباً کاتب نے ساری بات 'غتر بود' کر دی۔ (پایان)

---

[1] دیوان غنی: داراب و زیدی ص ۲۵۸

نیل سے فرات تک

از: ڈاکٹر محمد اقبال صاحب انصاری

مصنف کے اُن خطوط کا مجموعہ جو مصر، لبنان، شام، اردن، حجاز، عراق اور یروشلم سے لکھے گئے۔ عرب دنیا کی ہلچل، ان کی کامرانیاں اور مایوسیاں، ان کی معاشرت اور سوچ بچار وغیرہ۔ عرب دنیا میں، خاص کر مصر میں قیام کے دوران مصنف کا اردو دنیا کو ایک دستاویزی تحفہ۔ صفحات ۱۸۴ مجلد 3/0

مکتبہ برہان، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶